بچوں کے حالی

صالحہ عابد حسین

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

بچوں کے حالی

مرتبہ

صالحہ عابد حسین

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی۔110025

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

پہلی اشاعت	:	1993
تیسری طباعت	:	2011
تعداد	:	1100
قیمت	:	-/11 روپے
سلسلۂ مطبوعات	:	311

Bachchon Ke Hali
by
Saleha Abid Hussain

ISBN :978-81-7587-574-6

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا،
جسولہ، نئی دہلی 110025، فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی-110066
فون نمبر: 26109746، فیکس: 26108159
ای۔میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: جے۔ کے۔ آفسیٹ پرنٹرس، جامع مسجد، دہلی-6
اس کتاب کی چھپائی میں 70GSM, TNPL Maplitho(Top) کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

پیارے بچو! علم حاصل کرنا وہ عمل ہے جس سے اچھے برے کی تمیز آ جاتی ہے۔ اس سے کردار بنتا ہے، شعور بیدار ہوتا ہے، ذہن کو وسعت ملتی ہے اور سوچ میں نکھار آ جاتا ہے۔ یہ سب وہ چیزیں ہیں جو زندگی میں کامیابیوں اور کامرانیوں کی ضامن ہیں۔

بچو! ہماری کتابوں کا مقصد تمھارے دل و دماغ کو روشن کرنا اور ان چھوٹی چھوٹی کتابوں سے تم تک نئے علوم کی روشنی پہنچانا ہے، نئی نئی سائنسی ایجادات، دنیا کی بزرگ شخصیات کا تعارف کرانا ہے۔ اس کے علاوہ وہ کچھ اچھی اچھی کہانیاں تم تک پہنچانا ہے جو دلچسپ بھی ہوں اور جن سے تم زندگی کی بصیرت بھی حاصل کر سکو۔

علم کی یہ روشنی تمھارے دلوں تک صرف تمھاری اپنی زبان میں یعنی تمھاری مادری زبان میں سب سے موثر ڈھنگ سے پہنچ سکتی ہے اس لیے یاد رکھو کہ اگر اپنی مادری زبان اردو کو زندہ رکھنا ہے تو زیادہ سے زیادہ اردو کتابیں خود بھی پڑھو اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھواؤ۔ اس طرح اردو زبان کو سنوارنے اور نکھارنے میں تم ہمارا ہاتھ بٹا سکو گے۔

قومی اردو کونسل نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ اپنے پیارے بچوں کے علم میں اضافہ کرنے کے لیے نئی نئی اور دیدہ زیب کتابیں شائع کرتی رہے جن کو پڑھ کر ہمارے پیارے بچوں کا مستقبل تابناک بنے اور وہ بزرگوں کی ذہنی کاوشوں سے بھرپور استفادہ کر سکیں۔ ادب کسی بھی زبان کا ہو، اس کا مطالعہ زندگی کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھٹ
ڈائرکٹر

اُن بچّوں کے نام

جو اِن نظموں کو پڑھیں

پڑھ کر اِن سے کچھ سیکھیں

اور اُردو شاعری کا ذوق پیدا کریں۔

فہرست

1 ۔ کچھ اس کتاب کے بارے میں 9

2 ۔ سب سے اوّل ، سب سے آخر 13

3 ۔ خدا کی شان 15

4 ۔ کہنا بڑوں کا مانو 17

5 ۔ مُرغی اور اُس کے بچے 20

6 ۔ بِلّی اور چُوہا 21

7 ۔ شیر کا شکار [illegible]

8 ۔ پیشے

1 ۔ میں کسان بنوں گا 24

2 ۔ میں فوج کا سپاہی بنوں گا 26

3 ۔ میں باغ کا مالی بنوں گا 28

4 ۔ میں دھوبی بنوں گا 29

5 ۔ میں پولیس مَین بنوں گا	30
6 ۔ ڈاکیہ سب سے اچھا	31
7 ۔ میں بڑھئی بنوں گا	32
9 ۔ دھان بونا	34
10 ۔ روٹی کیونکر میسّر آتی ہے؟	35
11 ۔ چٹھی رساں ـــ ڈاکیہ	40
12 ۔ موچی ـــ میں کیا کیا کرتا ہوں	42
13 ۔ سپاہی	44
14 ۔ ریس ـــ نیک بنو، نیکی پھیلاؤ	45
15 گھڑیاں اور گھنٹے	47
16 ۔ سیّدہ خاتون	50
17 ۔ برکھا رُت	53
18 ۔ حُبّ الوطن	57
19 ۔ شُکریہ	63

کچھ اِس کتاب کے بارے میں

مولانا الطاف حسین حالی اُردو کے بہت بڑے ادیب اور شاعر تھے۔ انھوں نے نثر میں بھی بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور بہت ساری نظمیں، غزلیں، قصیدے، مرثیے وغیرہ کہے ہیں۔ مگر بھئی یہ سب تو بڑی عمر کے لوگوں کے لیے ہیں۔ جب تم بچے بڑے ہوگے خوب پڑھ لوگے تو ان کا کلام پڑھ کر اس کی خوبیوں کو اور اہمیت کو سمجھ پاؤ گے۔ ان کی ایک لمبی نظم "مسدس حالی" تو اتنی مشہور اور مقبول ہے کہ شاید ہی اُردو میں کوئی اور نظم ہو۔ اس کتاب کے سینکڑوں ایڈیشن چھپے ہیں اور کئی زبانوں میں ترجمے بھی ہوئے ہیں۔

مگر مولانا حالی کو بڑوں سے ہی دلچسپی نہ تھی وہ بچوں کو بھی بہت چاہتے تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ بڑوں سے زیادہ بچوں سے پیار کرتے اور ان سے دلچسپی لیتے تھے۔ انھوں نے بچوں کے لیے بھی نظمیں لکھی ہیں۔ کچھ نظمیں بہت چھوٹے بچوں کے لیے بھی لکھی ہیں۔ اس کتاب میں ہم نے یہ سب نظمیں جمع کر دی ہیں۔ اور ان کی کچھ اور مشہور نظموں میں سے آسان شعر لے کر ان کی نظم بنا کر وہ بھی اس میں شامل کر دی ہیں۔ یہ اتنی اچھی اور سادہ ہیں کہ چھوٹے بچے بھی لطف اٹھا سکتے ہیں۔ اس کتاب کی سب سے پہلی نظم "سب سے اوّل، سب سے آخر" مولانا حالی کی ایک بہت مشہور نظم "بیوہ کی مناجات" کے ابتدائی حصے سے لی ہے۔ اسے پڑھ کر تمھیں ایسا لگے گا کہ شعر دل میں اُترتے چلے جا رہے ہیں۔ ان میں اللہ میاں کی صفات اور شان اسی انداز میں بیان کی گئی ہے کہ سبحان اللہ۔ اس کی دوسری نظم "خدا کی شان" تو بچوں کے لیے ہی کہی گئی ہے۔ اس کی زبان کتنی سرل، میٹھی اور آسان ہے اور کس خوبی سے خدا کی بڑائی، شان اور اس کی مہربانی اور بندوں سے اس کی محبت کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی کئی نظموں میں تم پڑھ کر یہ محسوس کرو گے کہ مولانا حالی نے بچوں کو یہ بتایا اور سکھایا ہے کہ انھیں بزرگوں کا حکم ماننا چاہیے، ان کی خدمت کرنی چاہیے۔ "کہنا بڑوں کا مانو"

ایک ایسی ہی نظم ہے جس میں ماں باپ، اُستاد اور دوسرے بزرگوں کا حکم ماننے اور ان کی خدمت اور خیال کرنے کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ بچوں کی اسی میں بھلائی ہے کہ وہ بڑوں کا کہنا مانیں کہ وہ ان کے سب سے زیادہ خیر خواہ ہوتے ہیں اور انھیں چاہتے ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے کہا ہے

مانے گا جو بڑوں کی رہے گا وہ ہی پالا

اور بھی کئی نظموں میں انھوں نے ایسی ہی باتیں سمجھائی ہیں۔ خاص بچوں کی دلچسپی کی نظمیں ہیں "مُرغی اور اُس کے بچے" "بِلّی اور چوہا" اور "شیر کا شکار"۔ ایک بڑی سی نظم ہے جس کا نام ہے "پیشے" یعنی کام طرح طرح کے۔ اس میں بچے اپنی ماں سے کہتے ہیں کہ ہم کیا بنیں گے۔ کسی کو کسان بننا پسند ہے۔ کوئی فوجی سپاہی بننا چاہتا ہے۔ کوئی مالی بن کر خوب پھول پھل اُگاتا ہے۔ کسی کو بھئی پولس مَین کی وردی پسند آگئی اور کسی صاحب کو ڈاکیے کا کام اچھا لگا۔ ایک نے بڑھئی کو پھول پتی بناتے دیکھا تو وہ اسی پر پھسل پڑے کہ اماں میں بڑھئی بنوں گا۔ اس نظم میں بچوں ہی کی زبان اور ان کے شوق بیان کر کے مولانا حالیؔ یہ بتلاتے ہیں کہ ہر کام، ہر پیشہ اچھا اور عزت کے قابل ہے اور بچوں کو کسی پیشے کو گھٹیا نہیں سمجھنا چاہیے اور بڑے ہو کر وہ جس کو بھی اپنا کام بنائیں اسے شوق، محنت اور خوبی سے انجام دیں۔

تم روز روٹی کھاتے ہو۔ چاول کھاتے ہو مگر یہ خیال کبھی نہیں آتا کہ اس کو پیدا کرنے میں کس قدر مشکلیں پڑتی ہیں۔ خاص کر روٹی بنانے میں۔ مولانا حالیؔ نے "دھان بونا" میں مختصر طور پر بتایا ہے کہ دھان بڑا نازک پودا ہوتا ہے اور اس کا بونا، کاٹنا، رکھوالی بہت دیکھ ریکھ کے ساتھ کی جاتی ہے۔ دوسری نظم "روٹی کیوں کر میسّر آتی ہے؟" بڑی نظم ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ یہ روٹی جو ہم کھاتے ہیں خیال بھی نہیں کرتے کہ کن کن منزلوں سے گزر کر اس اناج نے روٹی کی شکل اختیار کی ہے اور کن کن لوگوں نے اس کے لیے کیسی کیسی مشکلیں اور محنتیں کی ہیں تب روٹی میسّر آئی ہے۔ کسان کس طرح اناج بوتا، کاٹتا اور اس کو پال پوس کر بازاروں میں فروخت کرتا ہے۔ پھر ماں اناج خرید کر کیسے اس کو بناتی، پسوتی، گوندھتی اور روٹی پکاتی ہے تب جا کر وہ تمھارا پیٹ بھرتی ہے۔ بڑے سادہ، دل کش اور پُر اثر انداز میں یہ ساری کہانی شاعر نے تمھیں سُنا دی ہے کہ کسان کی اور ماں کی محنت کی عظمت اور ان کی محبت دل میں پیدا ہو۔

"چِٹھی رساں" "موچی" اور "سپاہی" جیسی نظموں میں انھوں نے تمھیں بتایا ہے کہ

یہ لوگ جو بظاہر معمولی اور چھوٹے چھوٹے کام کرتے ہیں کتنے اہم ہیں اور ان کاموں میں انھیں کتنی محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے۔ یہ نہ ہوں تو ہمارے کتنے ہی کام بند ہو جائیں۔ اس لیے ہمیں ان سب کو عزت اور ہمدردی دینی چاہیے۔

ان کی ایک اور بڑی اچھی نظم ہے "ریس"۔ ریس کا مطلب ہے کسی کو کوئی کام کرتے دیکھ کر خود بھی اسی کام کو کرنے کا شوق پیدا ہونا۔ اس کا ٹیپ کا مصرعہ ہے "نیک بنو، نیکی پھیلاؤ" یعنی تم نیکی کروگے تو دوسرے تم سے یہ نیک کام کرنے کا شوق لیں گے اور اسی طرح چراغ سے چراغ جلے گا۔ نیکی اور اچھائی سے اور نیکی اور اچھائی پیدا ہوگی۔

گھڑیوں اور گھنٹوں پر بھی انھوں نے بچّوں کے لیے ایک نظم کہی۔ اس میں انھوں نے بڑی خوبی اور سادگی سے سمجھایا ہے کہ یہ جو دُنیا میں گھڑیاں اور گھنٹے ہیں ان میں کیا کیا اچھائیاں ہیں۔ وہ کس طرح سب ایک وقت میں ایک جیسا کام انجام دیتے ہیں۔ اور یہ سب بتا کر انھوں نے بچّوں کو یہ سمجھایا ہے کہ وقت کس قدر قیمتی چیز ہے۔ اس کو ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہیے۔ کہتے ہیں ؎

دیتے ہیں سُنو غور سے ہر دم یہ دُہائی   لو وقت چلا ہاتھ سے کچھ کر لو کمائی

"کمائی"، یعنی کچھ کام کر و دُنیا میں۔

سیّدہ مولانا حالی کی پوتی تھیں جن کو وہ بہت چاہتے تھے۔ ایک نظم جب وہ دو برس کی تھیں تو مولانا نے ان پر کہی تھی۔ کہی تو انھوں نے یہ اپنی "بچّی" پر ہے مگر ہر ننھی پیاری بچّی کے لیے معلوم ہوتی ہے۔ ایک چھوٹی سی، پیاری سی، اچھی تربیت والی، خوبصورت بچّی کی کیسی دل کش تصویر کھینچی ہے کہ پڑھنے والا جھوم جھوم اٹھتا ہے۔ بچّوں کی عادتوں اور ان کی فطرت کا بڑا گہرا مطالعہ ہے اس میں۔ تمھاری بھی کوئی ننھی بہن، بھانجی یا بھتیجی ہوگی۔ دیکھو اس نظم کو پڑھ کر تمھیں کتنی ہی اس کی باتیں اس بچّی میں نظر آجائیں گی۔

جیسا ہم نے شروع میں آپ کو بتایا کہ اس کتاب میں بچّوں کی نظموں کے ساتھ ساتھ بعض بڑوں کی نظموں میں سے بھی بچّوں کی سمجھ اور دلچسپی کے حصے لے کر ان کی نظمیں مرتّب کر کے دے دی ہیں۔ ایک تو شروع میں ہے اور دو نظمیں "برکھا رُت" یعنی برسات اور "حُبّ الوطن" یعنی وطن کی محبت آخر میں دی گئی ہیں۔ برکھا رُت میں قدرت کے مناظر، موسم اور حالات کو شاعر نے بڑی خوبی سے دکھایا ہے۔ پہلے گرمی کی شدّت کا نقشہ کھینچا ہے اور پھر جب برسات آتی ہے اس وقت کس طرح زمین، آسمان، درخت، پھل، پودے، انسان سب میں جان سی پڑ جاتی ہے اور کس قدر

دُنیا میں حُسن اور بہار آجاتی ہے۔ اس کو بڑے اچھے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ جب آپ بڑے ہو کر اس پوری نظم کو پڑھیں گے تو اور بھی زیادہ لطف آئے گا۔ گرمی کے بعد جب برسات آئے گی تو آپ ہی آپ اس کے سرل، میٹھے اور دل کش شعر تمھاری زبان پر آجائیں گے۔

"حُبّ الوطن" نظم صرف پڑھنے کے لیے نہیں ہے۔ اس پر غور کرنا چاہیے اور عمل کرنا چاہیے۔ یہ بہت بڑی نظم ہے جس سے آسان شعر ہم نے اس کتاب میں آپ کی دلچسپی کے لیے دے دیے ہیں۔ جب تم پوری نظم پڑھو گے تو اس سے اور زیادہ اثر لو گے، سبق لو گے۔ انھوں نے بتایا ہے کہ وطن کی محبت ہر انسان اور ہر جاندار میں مشترک ہے۔ لیکن انسان کو صرف وطن کے زمین و آسمان، پھل پودوں وغیرہ ہی سے الفت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وطن والوں سے، یعنی انسانوں سے، اپنے بھائیوں سے بھی محبت کرنی چاہیے۔ جو وطن والے، جو بھائی غریب ہیں، مفلس ہیں، بیمار ہیں، دُکھی ہیں ہم ان کا دُکھ درد دُور کریں تب ہی وطن کی محبت کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہم انسان ہیں تو یہی ہمیں کرنا چاہیے۔ مولانا حالی کی یہ نظم بہت ہی اہم اور قدر کے قابل ہے۔ اس نظم کا یہ شعر تو سونے کے حرفوں میں لکھا جانا چاہیے۔ وطن سے کہتے ہیں ؎

تیری اک مُشتِ خاک کے بدلے
لوں نہ ہرگز اگر بہشت ملے

تو بھی مولانا حالی کی ان نظموں کو پڑھ کر آپ بہت سی اچھی باتیں سیکھیں گے۔ بہت سی معلومات آپ کو حاصل ہوں گی۔ بہت سے سبق ملیں گے۔ ساتھ ہی آپ کو اچھے شعر کا ذوق اور اس کا شوق پیدا ہوگا۔ آپ سمجھیں گے کہ بڑا شاعر بچوں کے لیے بھی جب کہتا ہے تو ان کے دل میں شعر کا حُسن اور دل کشی کا احساس بھی جگاتا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ تمھیں حالی کی یہ نظمیں بہت پسند آئیں گی اور ان سے تم بہت کچھ حاصل کرو گے۔

صالحہ عابد حسین

سب سے اوّل، سب سے آخر

اے سب سے اوّل اور آخر — جہاں تہاں، حاضر[1] اور ناظر[2]
اے سب داناؤں سے دانا[3] — سارے تواناؤں سے توانا[4]
اے بالا ہر بالاتر[5] سے — چاند سے، سورج سے، امبر[6] سے
سب سے انوکھے، سب سے نرالے — آنکھ سے اوجھل، دل کے اُجالے
اے اندھوں کی آنکھ کے تارے — اے لنگڑے لُولوں کے سہارے
ناؤ جہاں کی کھینے والے — دُکھ میں تسلّی دینے والے
جب، اب، تب، تجھ سا نہیں کوئی — تجھ سے ہیں سب، تجھ سا نہیں کوئی
ہر دل میں ہے تیرا بسیرا — تُو پاس اور گھر دُور ہے تیرا
تُو ہے، اکیلوں کا رکھوالا — تُو ہے اندھیرے گھر کا اُجالا
سوچ میں دل بہلانے والا — بپتا میں کام آنے والا
بے آسوں کی آس تُو ہی ہے — جاگتے سوتے پاس تُو ہی ہے

---

[1] سامنے رہنے والا [2] دیکھنے والا
[3] عقل مند [4] طاقت ور
[5] سب سے اونچا [6] آسمان

تُو ہی ڈبوئے، تُو ہی تیرائے   تُو ہی بیڑے[۱] پار لگائے

تُو ہی مرض دے تُو ہی دوا دے   تُو ہی دوا دارُو میں شفا[۲] دے

چمکارے، چمکار کے مارے   مارے، مار کے پھر چمکارے

پیار کا تیرے پوچھنا کیا ہے
مار میں بھی اِک تیرے مزا ہے

(مناجات بیوہ سے)

---

۱ بہت سی کشتیوں کے قافلے کو "بیڑا" کہتے ہیں   ۲ صحت، تندرستی

خُدا کی شان

اے زمیں آسماں کے مالک ساری دُنیا جہاں کے مالک
تیرے قبضے میں سب خدائی[1] ہے تیرے ہی واسطے بڑائی ہے
تُو ہی ہے سب کا پالنے والا کام سب کے نکالنے والا
بھوک میں تُو ہمیں کھلاتا ہے پیاس میں تُو ہمیں پلاتا ہے
آنکھ دی تُو نے دیکھنے کے لیے کام کرنے کو ہاتھ پاؤں دیے
بات کے سُننے کو دیے دو کان بات کہنے کو تُو نے بخشی زبان
دن بنایا کمائی کرنے کو زات دی تُو نے نیند بھرنے کو
آئی موسم سے تنگ جب خلقت[2] تُو نے موسم کی دی بدل صورت
گرمیاں ہو گئیں اجیرن[3] جب تُو نے برسات بھیج دی یا رب
سب کے گرمی سے تھے خطا[4] اوسان مینھ برسنے سے آئی جان میں جان
گئے جب مینھ سے لوگ سب گھبرا حکم سے تیرے چل پڑی پچھوا[5]
یا تو تھیں ساری چیزیں سیلی[6] رہیں یا رہا سیل کا نہ نام کہیں

---

[1] ساری دُنیا [2] خدا کی پیدا کی ہوئی دُنیا [3] ناقابلِ سہار
[4] حواس غائب ہو جانا [5] پچھم کی طرف سے چلنے والی ہَوا [6] ہلکی گیلی

جاڑا آپہنچا اور گئی برسات
دم کے دم میں پلٹ گئے دن رات

پھر لگی پڑنے جب بہت سردی
مُشکل آسان تُو نے پھر کر دی

جاڑا آخر ہوا اور آئی بہار
جنگل اور ٹیلے ہو گئے گلزار

تُو یونہی رُت پہ رُت بدلتا رہا
یونہی دُنیا کا کام چلتا رہا

کیں سدا تُو نے مشکلیں آساں
تیری مشکل کُشائی[1] کے قرباں

---

[1] مُشکلوں کو دُور کرنا

کہنا بڑوں کا مانو

اے بھولے بھالے یاٹُو، نادان و ناتوانو!
سر پر بڑوں کا سایہ، سایہ خدا کا جانو!
حکم ان کا ماننے میں برکت ہے میری مانو!
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ اور اُستاد سب ہیں خدا کی رحمت
ہے روک ٹوک ان کی، حق میں تمھارے نعمت
کڑوی نصیحتوں میں ان کی بھرا ہے امرت
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ کا عزیزو! مانا نہ جس نے احساں
دُشوار ہے جہاں میں عزت سے اس کا رہنا
ڈر ہے پڑے نہ صدمہ ذلّت کا اس کو سہنا
چاہو اگر بڑائی، کہنا بڑوں کا مانو

لہ نوعمر بچے

دُنیا میں کی جنھوں نے ماں باپ کی اطاعت
دنیا میں پائی عزت، عقبیٰ[1] میں پائی راحت
ماں باپ کی اطاعت[2] ہے دوجہاں کی دولت
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو
سیکھو گے علم و حکمت، ان کی ہدایتوں[3] سے
پاؤ گے مال و دولت ان کی نصیحتوں سے
پھولو گے اور پھلو گے ان کی ملامتوں[4] سے
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو
تم کو نہیں خبر کچھ اپنے بُرے بھلے کی
جتنی ہے عمر چھوٹی، اتنی ہے عقل چھوٹی
ہے بہتری اسی میں جو ہے بڑوں کی مرضی
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو
وہ کام مت کرو تم، جس کام سے وہ روکیں
اس بات سے بچو تم، جس بات پر وہ ٹوکیں
جھنک[5] جاؤ دوڑ کر تم، گر آگ میں وہ جھونکیں
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

---

[1] آخرت کی زندگی [2] کہنا ماننا
[3] اچھی بات سمجھانا
[4] بُرے کام پر تنبیہہ کرنا
[5] یعنی اگر وہ کہیں تو آگ میں کُود پڑو

جو دیں تمھیں وہ کھالو، نعمت سمجھ کے اس کو
دیں زہر بھی تو پی لو، امرت سمجھ کے اس کو
اور خاک دیں تو لے لو، دولت سمجھ کے اس کو
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

ہے کوئی دن میں پیاروں وہ وقت آنے والا
دنیا کی مشکلوں سے تم کو پڑے گا پالا
مانے گا جو بڑوں کی جیتے گا وہ ہی پالا[1]
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

---

[1] پالا جیتنا مطلب کھیل میں (یا کام میں) فتح حاصل کرنا

مُرغی اور اُس کے بچّے

شام ہے اور اندھیرے کا وقت
ہے پرندوں کے بسیرے کا وقت

اب ہے پانی کی نہ دانے کی تلاش
جس کو ہے اپنے ٹھکانے کی تلاش

رات بھر جب کہ گزر جائے گی
اور اُجالے کی گھڑی آئے گی

سُنیو تم اُٹھ کے اندھیرے سے ذرا
یہ جو ہے گھر میں تمھارے مُرغا

پھڑپھڑاتا ہے، پر و بال کو کیا
جھاڑ دیتا ہے وہ سُستی گویا

اور سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں
چیختا زور سے ہے "کُکڑوں کوں"

دن نکلتے ہی، اِدھر مُرغی بھی
فوج بچّوں کی لیے نکلے گی

تاکہ وہ صبح کا کھائیں کھانا
رات بھر کے ہیں بے آب و دانا

چونچ سے دے گی وہ مُنھ میں اُن کے
جو پڑے پائے گی دانے دُنکے

ٹکڑے روٹی کے ہوں یا ہو دانا
ہے غذا ان کی یہی روزانا

مینھ برستا ہے تو بچّے سارے
آ دُبکتے ہیں پروں میں ماں کے

چین سے ان میں چھُپے رہتے ہیں
ماں کی چھاتی سے لگے رہتے ہیں

مُرغی جس طرح سے ان بچّوں کی
کرتی ہے شام و سحر رکھوالی

ہے اسی طرح سمجھ لو کہ خدا
ہے ہماری بھی حفاظت کرتا

بلّی اور چوہا

سچ پوچھیے تو چوہوں کا بھی دَم ہے ناک میں
دیکھا نا، بلّی آ ہی گئی ان کی تاک میں
چوہے ہمیں ستاتے ہیں اور بلّیاں اُنھیں
دَم اُن کا اُن سے، اُن سے ہمارا ہے ناک میں
دیکھا تو جا[1] بہ جا سے وہ کُترا ہوا ہے آج
آیا تھا اِک لفافہ بڑا، کل کی ڈاک میں
اُن کے سِوا تھا چور کہو اُس کا اور کون؟
تھا شہد کچھ لگا ہوا بوتل کے کاگ[2] میں
گر بلّیاں نہ ہوں تو بِلیں کھود کھود کر
چوہے مِلا کے چھوڑیں مکانوں کو خاک میں
بلّی اِدھر ہٹی اور اُدھر آئے سب نکل
وہ ان کی تاک میں ہے تو یہ اُس کی تاک میں

---

1 جگہ جگہ سے
2 بوتل کی ڈاٹ

شیر کا شکار

سامنے دیکھو ہے وہ جنگل — وحشی جانوروں کا دنگل
پھرتے ہیں یاں سب توڑتے کل کل — شیر، بگھیلا، چیتا، چیتل
بعضے[1] بے آزار[2] ہیں ان میں — اور بعضے خوں خوار ہیں ان میں
دیکھنا وہ اک کہری[3] ناہر — نکلا اپنی بنی[4] سے باہر
پکڑے گا ظالم داؤں لگا کر — کوئی نہ کوئی صید[5] مقرر
بھوک میں ہے سب کچھ کھا لیتا — بھیڑوں پہ لیکن جان ہے دیتا
بیٹھ کے ہاتھی پر بے کھٹکے — ہم بھی اب اس کے پیچھے پیچھے
آہستہ آہستہ ہیں چلتے — ہم سے کہاں جائے گا یہ بچ کے
یہ بھی شکاری، ہم بھی شکاری — دید[6] کے قابل ہے یہ سواری
لو دیکھو وہ دبکا دبکا — بھیڑوں کے ریوڑ میں جا پہنچا
شیر اور اس پر بھوک میں جھلا — کر ہی گیا اک بھیڑ کو لقمہ[7]

---

[1] کچھ [2] جو کسی کو دکھ نہ دے [3] بہت بڑا شیر
[4] بن سے چھوٹا یعنی چھوٹا جنگل [5] شکار
[6] دیکھنے کے قابل [7] نوالہ

ٹوک کے اور للکار کے اس کو جائیں گے ہم بھی مار کے اس کو
دیکھو دیکھو غل نہ مچاؤ چھنتیا کر بندوق لگاؤ
خوب نشانہ بیٹھا ہے آؤ گرتے ہی اس کو جا سنگواؤ
کھال، ہم اس کی لے کے چلیں گے
دوستوں کو سوغات یہ دیں گے

لہ سنگوانا، سوارت کرنا، کام میں لانا سہ تحفہ

پیشے

(ماں بیٹوں کی باتیں)

میں[1] کسان بنوں گا

(۱)

میں بڑا ہوں گا جب تو اماں جان — اپنے مقدور[2] بھر بنوں گا کسان
کام جو کرنا چاہو ہے آسان — ہیں یہ آخر کسان بھی انسان
نہیں محنت سے ہوں میں گھبراتا — خالی پھرنا نہیں مجھے بھاتا
ہل چلاؤں گا بیج بوؤں گا — شوق میں کھاؤں گا نہ سوؤں گا
وقت پر جب کہ غلہ کاٹوں گا — بھائی بہنوں کا حصہ باٹوں گا
ناج[3] سے گھر تمھارا بھر دوں گا — ان سے تم کو نچنت[4] کر دوں گا

---

[1] بچپن ہی سے بچوں کے دل میں مختلف کام دیکھنے کے بعد ان کو کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اس نظم میں شاعر بچوں کی ماں سے باتیں دکھا کر یہ بتانا چاہتا ہے کہ ہر کام کرنے کے قابل ہے اور اسے کرنا چاہیے جس بچے کو جس کام سے دلچسپی ہو!

[2] اپنے بس بھر

[3] اناج، غلہ

[4] بے فکر

چھکڑے بھر بھر کے شہر جاؤں گا ناج کے بدلے چاندی لاؤں گا
بھس کے انباریوں لگا دوں گا گاتے بیلوں کو میں چھکّا[1] دوں گا
اتنی لایا کروں گا ترکاری کہ نہ آئے گی پکنے کی باری
الغرض خوب سا کماؤں گا جو کماؤں گا گھر میں لاؤں گا

کام کوئی نہ پھر رہے گا بند
میں بنا دوں گا تم کو دولت مند

---

[1] چھکا دینا، پیٹ بھر کر کھلا دینا

میں فوج کا سپاہی بنوں گا

(۲)

میں جواں ہوں گا جب تو اماں جان
اپنے جی میں یہ لی ہے میں نے ٹھان

تم نے مجھ کو اگر اجازت دی
فوج میں جا کے ہوں گا میں بھرتی

ہے بہت ہی یہ میرے جی میں اُمنگ
سیکھ لوں میں کہیں قواعدِ جنگ[۱]

میں نے سیکھی ہے مدرسوں میں ڈرل
ایسی ہو گی کہاں کی وہ مُشکل

گو نہیں ہوں سپاہی زادہ میں
ہوں سپاہی سے بھی زیادہ میں

جنگ کی ہی مُہم سے کیا ڈرنا
آدمی کو ہے ایک دن مرنا

مشق بندوق کے لگانے کی
رسم ہے آج کل زمانے کی

روز مرّہ کا ہے یہ خاصا کھیل
ہوئی تو کیا کبھی کبھی کی جھمیل[۴]

کام اپنا کیا کروں گا خوب
فرض اپنا ادا کروں گا خوب

حکم کی وہ کروں گا میں تعمیل[۲]
کہ نہ ہو گی ذرا بھی اس میں ڈھیل

کیا عجب ہے رِسالدار[۳] بنوں
اور سواروں میں شہ سوار بنوں

---

۱ جنگ کے قاعدے قانون
۲ حکم کی تعمیل کرنا یعنی کہنا ماننا
۳ فوج کا ایک چھوٹا عہدیدار
۴ جھگڑا

فوج میں ہو کچھ آبرو میری ہے یہ مُدّت سے آرزو میری
مُلک میں جب کہ ہوگی میری دھاک اونچی ہو جائے گی تمھاری ناک
پھر تو تم کو بھی اے مری امّاں
سب کہیں گے رِسالدار کی امّاں

میں باغ کا مالی بنوں گا

(۳)

میری جان اور میری اماں جی — میں بڑا ہوں تو چاہتا ہے جی
گھر میں بیٹھا رہوں نہ یوں خالی — آپ کے باغ کا بنوں مالی
خود ہی اس کام سے مجھے لگاؤ ہے — کوئی مجھ کو بتاؤ یا نہ بتاؤ
کیاریاں ہر طرح کی کھودوں گا — خوب ان کی زمین گودوں گا
ایسا رکھوں گا رستہ صاف ان کا — کہیں ڈھونڈا نہ پائے گا تنکا
نت نئے پھول میں لگاؤں گا — دیکھنا کیسے گُل[۱] کھلاؤں گا
باغ میں اپنے نہر لوں گا میں — سردرفتی میں پانی دوں گا میں
جو لگاؤں گا پود، جائے گی لگ — اور پودے لگاؤں گا سو الگ
موتیا[۲] اور چنبیلی[۳] اور جوہی[۴] — روز کے روز ڈھیروں اترے گی
ہے بہت شوق تم کو پھولوں سے — روز لاؤں گا جھولیاں بھر کے
کیوں نہ آئے گی آئے دن ڈالی — جب خدا اپنے گھر کا دے مالی

کس طرح ہوگی نہ پھر خوشحالی
آپ کا باغ، آپ کا مالی

۱؎ گُل، پھول۔ گُل کھلانا محاورہ بھی ہے   ۲؎، ۳؎، ۴؎ خوشبودار پھول

میں دھوبی بنوں گا

(۴)

میری تو یہ خوشی ہے اماں جی — کہ بڑا ہو کے میں بنوں دھوبی
روز جایا کروں گا دریا پر — لادی کپڑوں کی بیل پر لے کر
اونچے کرکر کے دست[1] و بازو میں — کپڑے دھویا کروں گا چھوا چھو میں
لاؤں دھو دھو کے ایسے میں کپڑے — اُجلے، بُرّاق[2]، صاف اور سُتھرے
محنت اس طرح کر کے میں دن بھر — گھاٹ سے آؤں شام کو گھر پر
ٹھیک کر کے کلپ سے کُندی[3] سے — مالکوں کو دے آؤں جلدی سے
پھر یونہی میلے کپڑے لا لا کر — از سرِ نو چڑھاؤں بھٹی پر
گھاٹ کی آج گھر کی کل باری — رہے یہ سِلسلہ یونہی جاری
الغرض خوب کپڑے دھوؤں گا — نہ چُراؤں گا اور نہ کھوؤں گا
نہ کبھی کام سے تھکوں گا میں — کام یہ خوب کر سکوں گا میں

کھاؤں گا اور کِھلاؤں گا اماں
تم کو میں حق حلال کا لُقما

---

[1] ہاتھ اور باہیں

[2] مطلب یہ کہ بہت صاف (بُرّاق اس بہشتی جانور کا نام ہے جو حضرت رسول اللہ کی سواری کے لیے جنّت سے آیا تھا۔ وہ بالکل سفید تھا)

[3] لکڑی کی موگری جس سے دھوبی کپڑوں کو پیٹ کر صاف کرتا ہے

میں پولس مین بنوں گا

(۵)

جب کہ ہوں گا بڑا تو اے حضرت
لوں گا کوئی پولس کی میں خدمت
کنسٹیبل[1] بنوں گا اوّل بار
اور پھر رفتہ رفتہ تھانیدار
پھر ہوا سامنے نصیب اگر
کوتوالی کا آئے گا نمبر
گشت کرتا پھروں گا راتوں کو
دیکھتا چوٹّوں کی گھاتوں کو
چور اُچکّے اُٹھائی گیرے جو
پاؤں گا، باندھ لاؤں گا سب کو
میرے دِل پر رہے گا چور کا داغ
جب تک اس کا لگا نہ لوں گا سُراغ
بدمعاشوں کو تنگ کردُوں گا
جیل خانوں کو اُن سے بھر دُوں گا
جو کروں گا میں تو دل و جاں سے
راست بازی سے اور ایماں سے
نہیں کرنے کا تیرا میرا خوف
دل میں رکھوں گا بس خدا کا خوف

ہو گر اس نوکری میں خوفِ خدا
تو نہیں کوئی کام اس سے بڑا

---

[1] پولس کے سپاہی کو انگریزی میں کہتے ہیں۔ اب اُردو میں بھی کہنے لگے ہیں

ڈاکیہ سب سے اچھا

(۶)

میں بڑا ہوں گا جب کہ بی اماں　　ہو سکا تو بنوں گا چٹھی رساں[۱]
ڈاک خانے سے ڈاک لاؤں گا　　پھرتی سے جاؤں گا اور آؤں گا
لے کے سب چٹھیوں کا میں طومار[۲]　　اور لگا کر انھیں محلے وار
بانٹ آیا کروں گا نام بنام　　صبح کی صبح اور شام کی شام
کارڈ ہو یا لفافہ یا پیکٹ　　پارسل اور سارے پمفلٹ[۳]
لاؤں گا اپنی ذمہ داری سے　　اور دوں گا بھی ہوشیاری سے
حقِ خدمت ادا کروں گا میں　　غفلتوں سے بچا کروں گا میں
کام اپنا کروں گا چستی سے　　نہ کہ مچلائی[۴] اور سستی سے
خط کسی کا نہ میں کروں گا تلف[۵]　　نہ بنوں گا ملامتوں کا ہدف[۶]

کھاؤں گا اور کھلاؤں گا. ایسی
تم کو اماں حلال کی روزی

---

۱ خط پہنچانے والا، ڈاکیہ　۲ خطوں کا ڈھیر
۳ رسالہ، کتابچہ　۴ مچل مچل کر۔ مطلب دل سے کام نہ کرنا
۵ برباد کرنا　۶ نشانہ یعنی بُرا بھلا نہ سنوں گا

میں بڑھئی بنوں گا

(۷)

جب کہ اماں جوان ہوں گا میں
اِک بڑھئی مستری بنوں گا میں
نہ بڑھئی وہ ہے جن کا نام بڑھئی
جو کہ پھرتے ہیں کہتے "کام بڑھئی"
بلکہ ایسا بنوں گا کاری گر
خود غرض مند آئیں جس کے گھر
آرزو یہ میری بَر آئے کاش
دیکھنا پھر میری تراش[1] خراش
میں نہانی[2] سے اور بسولے[3] سے
ایسے کتروں گا پھول اور پتے
کہ کروں گا مصوّروں کو مات
رہوں مات ان کو کر کے تو ہے بات

---

[1] کاٹ چھانٹ [2] کاٹنے اور چھیلنے کا ایک اوزار [3] بڑھئی کا ایک اور اوزار

اس ہنر میں بنوں گا میں اُستاد
اور کروں گا نئے نئے ایجاد
لکڑی برتا کروں گا میں ٹھوس[1]
آئے لاگت زیادہ آئے اگر
چیز گھٹیل[2] کبھی نہ بیچوں گا
نفع سے ایسے ہاتھ کھینچوں گا
میرا سامان ہوگا سب اچھا
عمدہ سے عمدہ تحفہ سے تحفہ
کارخانہ خود اک بنا لوں گا
بیسیوں کاری گر بٹھا لوں گا
ہوگی جب ہر طرف میری شہرت
دیکھنا گاہکوں کی پھر کثرت
مستری ایک ہو اگر ہوشیار
ہر جگہ اس کے مشتری[3] ہیں ہزار

---

[1] ٹھوس، بھاری، وزنی [2] گھٹیا، خراب [3] خریدار

دھان بونا

بوتے ہیں بتاؤ دھان کیوں کر؟ ہم سے سُنو آؤ دھیان دے کر
ہے یہ بھی سمجھ بوکام انھیں کا جو کرتے ہیں یاں زمیں کی سیوا
پہلے وہ زمیں میں ہل چلا کر اور مٹی تلے[1] کی کرکے اوپر
دیتے ہیں سہاگا پھیرا اس پر کرتے ہیں زمیں کو برابر
پھر دیتے ہیں چھوڑ اس میں پانی جو دھان کی کاشت کے ہیں گیانی[2]
پانی ہیں جب اس پہ پھیر دیتے ہیں بیج وہیں بکھیر دیتے
ہے سہل اگرچہ دھان بونا آساں نہیں پر اس کا ہونا
یہ دھان ہوئے کہ پان[3] اے یار دونوں کا ہے رکھ رکھاؤ دشوار

بس دھان کو نازک ایسا ہی جان
ہو جیسے کہ دھان پان[4] انسان

---

[1] تلے، نیچے [2] عقل مند
[3] پان پیدا کرنا بھی بہت مشکل ہے [4] دھان پان محاورہ۔ یعنی بہت نازک

روٹی کیونکر میسّر آتی ہے؟

یہ کھاتے ہو جو تم ہر روز روٹی / بتاؤ کیوں کہ ہے تیار ہوتی
اگر آٹے کی پکتی ہے تو آٹا / بتاؤ ہے کہاں سے روز آتا
اگر آٹا یہ گیہوں کا ہے پستا / تو پھر یہ پیسنا ہے کام کس کا
گیہوں کس طرح ہوتے ہیں میسّر؟ / اور آتے ہیں کہاں سے اور کیوں کر؟
کسانوں کا ہے یہ احسان ہم پر / کہ ہوتے ہیں گیہوں ہم کو میسّر
یہی پہنچاتے ہیں بندوں کو روزی / خدا کے گھر کا سمجھو ان کو مودی
انھیں کا کام ہے ہر فصل کی کاشت / انھی کا کام ہے محنت کی برداشت
یہی بو کر بہم پہنچاتے ہیں ناج / ہے اس میں ساری خلقت ان کی محتاج
کسان اکثر اِدھر کے اور اُدھر کے / گیہوں لے آتے ہیں چھکڑوں میں بھر کے
جو بازاروں میں بنیے[1] ہیں دُکان دار / وہ ان چھکڑوں کے ہوتے ہیں خریدار
گیہوں کا بھاؤ اِک کر کے مقرر / دکانوں میں وہ اپنی لیتے ہیں بھر
پٹا رہتا ہے سب غلّے سے بازار / جدھر دیکھو اُدھر غلّے کا انبار
تمھارا باپ ہے جو کچھ کماتا / اناج اس کا ہے وہ بھی مول لاتا

---

[1] غلّہ کا سوداگر، بنیا

تمھاری ماں کو دے دیتا ہے لاکر — وہ ان کو چُن پھٹک کر اور بنا کر
خود اپنے ہاتھ سے ہے پیس لیتی — لگا رکھی ہے اس نے گھر میں چکّی
اسی چکّی کا پیسا تھا وہ آٹا — چڑھے پروان ہو تم جس کو، کھا کھا
وہ بے چاری ہمیشہ صبح ہوتے — کہ جب تم بے خبر ہوتے ہو سوتے
جھٹ آٹا پیسنے جا بیٹھتی ہے — عجب بندی خدا کی محنتی ہے
وہ ہے اِس ہاتھ سے چکّی چلاتی — اور اُس سے غلّہ پیہم[1] ڈالے جاتی
جب اس کا ہاتھ تھک جاتا ہے دایاں[2] — بدل لیتی ہے تب وہ ہاتھ بایاں[3]
کبھی گھبرا کے وہ دِل ہی دِل میں اپنے — خدا کا نام وہ لگتی ہے جپنے
کبھی دل کو خدا سے لَو لگا کر — تسلّی دیتی ہے وہ گیت گا کر
جب آٹا پیس چکتی ہے تو گویا — سمجھتی ہے بڑا گڑھ میں نے جیتا
پھر آٹا چھان کر بھوسی جدا کر — اُسے بھرتی ہے مٹکے میں اُٹھا کر
لگی پھر گوندھنے آٹا جھپا جھپ — اور اس میں مارنے ٹکّی شپا شپ
وہ یوں آٹے کو ہے دیتی و پٹخنی[4] — کہ گویا لڑ رہی ہے اس سے کُشتی
جب آٹا گوندھ چکتی ہے تو لے کر — توا دیتی ہے رکھ چولھے کے اوپر
ذرا دیکھو تو کوئی اس کی پھُرتی — توے پر دَم میں ڈالی اور اُلٹی
پکا کر ریندھ کر، کھا کر، کھلا کر — ہوئے جھوٹے جو باسن، دھو دُھلا کر
لیا کچھ اور گھر کا کام دھندا — یہی ہے اس کا صبح و شام دھندا۔
کبھی ایندھن نہیں ہوتا میسّر — تو لے کر وہ طباق آٹے کا سر پر

---

[1] مسلسل، برابر [2] سیدھا ہاتھ [3] اُلٹا ہاتھ
[4] یعنی اور زور سے ٹکّی مارتی ہے

پہنچتی ہے بچاری سیدھی تندور[1]
نہیں جو اس کے گھر سے کچھ بہت دُور

وہ بھٹیارا جو ہے تندور والا
سب آٹا اس سے پکواتے ہیں لا، لا

لگا رہتا ہے صبح و شام تانتا
اِک آتا ہے دُکاں پر ایک جاتا

وہ باندھے بیٹھا رہتا ہے لنگوٹی
لگاتا ہے بہت پھُرتی سے روٹی

گھڑی ہاتھوں پہ پھیلائی، بڑھائی
فیدے[2] پر دھری اور چٹ لگائی

دکھاتا ہے وہ یوں ہاتھوں کا انداز
کہ جیسے کوئی پھُرتیلا پٹے باز

وہ ہے یوں پیٹتا پیڑوں کو پیہم
کہ گویا ٹھونکتا ہے پہلوان خم

اُترتی روٹیاں ہیں باری باری
وہ گرما گرم، سوندھی اور کراری

اُتر سب روٹیاں جب آئیں پک کر
تو دسترخوان سے لاتی ہے ڈھک کر

اُدھر تم ساری بہنیں اور بھائی
ہو اس دُھن میں کہ آئی ماں اب آئی

تکے کرتے ہو بھوکے، راہ ماں کی
سمجھتے کچھ نہیں پر چاہ ماں کی

وہ کرتی رہتی ہے تم سب کی خدمت
نہیں ملتی اسے مرنے کی فرصت

یہی رہتا ہے دن رات اس کو رونا
پکانا ریندھنا، سینا، پرونا

رُندھی[3] رہتی ہے تم بچوں میں دن رات
کرے بھی تو کس سے کیا کرے بات

نہ ہوش اچھے کا اس کو اور بُرے کا
نہ ہوڑا[4] پہننے کا اوڑھنے کا

کہیں پڑ رہنا فارغ جب کہ ہونا
کوئی سونے میں داخل ہے یہ سونا؟

ڈھلا دن اور چڑھا سر، کھانے کا فکر
تمھارے باپ کے گھر آنے کا فکر

---

۱ تنور کو عام بول چال میں تندور بھی کہتے ہیں

۲ رفیدہ گول گدی جس پر روٹی رکھ کر تنور کے اندر لگائی جاتی ہے

۳ مطلب مصروف رہتی ہے، لگی رہتی ہے

۴ ہوڑا، ہوش

سویرے کا وہ نکلا نکلا گھر سے — پھرے گا شام کو جب کام پر سے
تو اس کو دیکھتے ہی آپ سے آپ — بڑے اور چھوٹے ہو جائیں گے چُپ چاپ
قدم رکھے گا جونہی گھر کے اندر — سنبھل بیٹھو گے تم سب اس سے ڈر کر
اور اماں چھوڑ کر پھر سُوئی دھاگا — لگے گی سینے اس کا آگا تاگا[1]
وہ سستانے نہیں پاتا کہ لا کے — بچھا دیتی ہے دستر خوان آگے
گھڑی تم کو گھڑی جھلتی ہے پنکھا — گھڑی پانی پلاتی ہے وہ لا، لا
دیے جاتی ہے تم سب کو وہ سالن — رہے اپنے لیے گو، کچھ نہ لادن[2]
جو بچ رہتی ہے پیچھے ہڈی بوٹی — لگا کر اس سے کھا لیتی ہے روٹی
اُسے تم کو کھلانے سے ہے مطلب — نہیں کچھ اپنے کھانے سے ہے مطلب
اگر کھانے میں آئی تم کو لذت — تو سمجھو لگ گئی نیگ[3] اس کی محنت
نہ پکا گر مزے کا تو نگوڑی — ہوئی جاتی ہے دل میں تھوڑی[4] تھوڑی
بھلا ماں کے سوا کس سے بن آئے — نہ کھائے آپ اور تم کو کھلائے
تمہیں کیا فکر ان جھگڑوں کا بھائی — کہ ملتی ہے تمہیں پکی پکائی
پکانے سے نہ پکوانے سے مطلب — اگر ہے تم کو تو، کھانے سے مطلب
ذرا سی دیر اگر کھانے میں ہو — تو تم رو رو کے گھر سر پر اٹھا لو
نہ الفت باپ کی تم جانتے ہو — نہ ماں کی مامتا پہچانتے ہو
نہ ان کی محنتوں کی ہے خبر کچھ — نہ ان کی جاں فشانی[5] پر نظر کچھ

---

[1] آگا تاگا لینا۔ دیکھ بھال، خیال کرنا

[2] مطلب اپنے لیے کچھ سالن کی قسم کی چیز باقی نہ رہے

[3] "نیگ لگنا" سوارت ہو جانا

[4] محاورہ۔ شرمندہ

[5] جان چھڑکنا، بے حد محبت کرنا

نہیں کر سکتے حق ان کا ادا تم　　کرو ان پر سے گر جان بھی فدا تم
دل و جاں سے کرو تم ان کی عظمت[1]　　بجا لاؤ ادب سے ان کی خدمت
سمجھ لو اس سے ماں کی قدر و عظمت　　کہ اس کے پاؤں کے نیچے ہے جنّت
تمھیں محنت سے پالا اور پوسا　　ستایا تم نے پر اس نے نہ کوسا
سبق ماں باپ سے یہ سیکھ رکھو　　بڑے ہو کر یہی کرنا ہے تم کو
مزا جب ہے کہ ہاتھ ان کا بٹاؤ　　بڑے ہو کر تم ان کے کام آؤ
کبھی ہونا نہ تم سُست اور کاہل　　لگانا اپنے اپنے کام میں دل

نہ ڈھیلی چھوڑنا تم اپنی ڈوری
سمجھنا جی چُرانے کو بھی چوری

---

[1] عزّت کرو، ان کی بڑائی کو مانو

چٹھی رساں ــــ ڈاکیہ

لو وہ دیکھو آ رہا ہے ڈاکیا — منتظر تھا جس کا ہر چھوٹا بڑا
ہے اِسی جانب[1] کو اُس کا سیدھا رُخ — خط تمھارا ہوگا یا شاید میرا
پوچھتا ہے اس سے ہر اِک اپنا خط — نام بتلاتا ہے اور اپنا پتا
دیکھتا ہے وہ لفافہ غور سے — دیتا ہے پڑھ پڑھ کے، ہے لکھا پڑھا
یہ تو بتلاؤ خطوں کا اتنا ڈھیر — اس کو کیوں کر، اور کہاں سے، مل گیا؟
دیکھتے ہو روز کیفیت[2] یہ تم — پر نہیں رکھتے خبر اس کی ذرا
رات کو سوتے تھے تم جب ایک شخص — جا رہا تھا اس طرف سے دوڑتا
تھے کمر سے اس کی کچھ گھنگھرو بندھے — تاکہ سب جانیں کہ یہ ہے ڈاکیا
ہر قدم پر دوڑتا تھا جبکہ وہ — گھنگھروؤں کی اس کے آتی تھی صدا
کہتے ہیں ہرکارہ[3] جس کو تھا وہی — تم نے بھی یہ نام شاید ہو سنا
وہ چلا تھا لے کے ڈاک اس شہر کی — آ کے دم یاں ڈاک خانے میں لیا

---

[1] جانب۔ طرف   [2] حالت

[3] ہرکارہ اس قاصد کو کہتے ہیں جو بڑے شہروں سے ڈاک وغیرہ لے کر گاؤں یا قصبوں میں جاتا تھا۔ اس کی کمر سے گھنگھرو بندھے ہوتے تھے تاکہ سب لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ہرکارہ خط وغیرہ لے کر آ رہا ہے۔

تھیلیاں تھیں ایک تھیلے میں کئی — جن سے تھا وہ ڈاک کا تھیلا بھرا
تھیلیوں میں تھے بھرے پیکٹ تمام — تھا کوئی دھولا تو کوئی زرد تھا
تھا غرض جو بوجھ اس کے پاس سب — ڈاک منشی کے حوالے کر دیا
شام تک اب اس کو ہوش آئے تو آئے — وہ تو ایسا ہو کہ بے دَم جا پڑا
اور اُدھر وہ تھیلیاں جھٹ پٹ سنبھال — ڈاک منشی نے سُنو اب کیا کیا!
کھول کر سب کر لیے پیکٹ الگ — اور خط بھی رکھ لیے کر کے جُدا
باٹنے کو ڈاک پھر دے دی تمام — ڈاک کے چِٹھی رسانوں کو بُلا
ڈاک میں میرا بھی اِک آیا ہے خط — اوہو! یہ تو خط ہے میرے دوست کا
پڑھ کے خط تو ہوگی جو ہوگی خوشی — پہلے آنکھوں سے تو لوں اس کو لگا
دوست کے پاس آئے نامہ[1] دوست کا — اس خوشی سے ہے زیادہ اور کیا

اب پڑھوں گا جا کے اطمینان سے
گھر میں اپنے بیٹھ کر، سب سے جُدا

---

[1] نامہ یعنی خط

موچی — میں کیا کیا کرتا ہوں

چمڑا مول منگاتا ہوں   دھو کے اُسے سُکھاتا ہوں
مَل کر نرم بناتا ہوں   یوں چمڑے کو کماتا[1] ہوں
میں موچی کہلاتا ہوں

سپنے وتے کاٹ کٹا   کرتا ہوں خوب ان کو صفا
پھر لے پتا اور تلا   سیتا ہوں دونوں کو ملا
یوں اپنا کام بناتا ہوں

پھر جوتی قالب[2] پر چڑھا   ٹھوک ٹھکا اور کوٹ کٹا
رانپی[3] سے بُرشا کے تلا   سیتا ہوں دونوں کو ملا
پھر کام اور لگاتا ہوں

چاہیے گر اندھا[4] گھوڑا   میری دُکاں کا لو جوڑا
پھر درکار نہیں کوڑا   جتنا چلاؤ ہے تھوڑا
مضبوط ایسا بناتا ہوں

---

[1] چمڑا کمانا۔ چمڑے کو ٹھوک پیٹ برابر کر کے جوتا بنانے کے قابل بنانا

[2] قالب۔ سانچا

[3] موچی کا ایک اوزار جس سے چمڑے کو تراشتے اور صاف کرتے ہیں۔

[4] اپنے جوتے کو موچی ایسا اندھا گھوڑا کہہ رہا ہے جو خوب چلے گا اور کوڑے کی ضرورت نہ پڑے گی

اَوروں کی سی یاں نہیں لُوٹ   جانیو میری بات نہ جھوٹ
سال کے اندر میرا بُوٹ   میں ضامن[1] جو جائے ٹُوٹ
اس کی شرط لگاتا ہوں

بابو ہو یا ہو لالہ   گورا ہو یا ہو کالا
بوڑھا ہو یا ہو بالا[2]   ادنیٰ[3] ہو یا ہو اعلیٰ[4]
سب کا حکم بجا لاتا ہوں

---

[1] ضامن ۔ ذمہ دار   [2] بالا ۔ بچہ
[3] ادنیٰ ۔ کم درجہ   [4] بلند ۔ بڑا

سپاہی

سُنا بھی یہ آواز کیا آرہی ہے — بگل کی برابر صدا آرہی ہے
چلو اُٹھو، بندوق کندھے پہ رکھو — کہ وقت آگیا، دور جانا ہے تم کو
ہلے ہاتھ ہرگز تمھارا، نہ شانہ[1] — جہاں چاہو واں جاکے بیٹھے نشانہ
نظر چاہیے تیز ایسی تمھاری — ہو گویا کہ اس وقت تم اِک شکاری
قدم ہو جنچا ایسا جیسے ہرن کا — سمجھ لو کہ ہے بس یہی وقت رَن کا
کبھی فتح مندی کا دعویٰ نہ کیجے — کہ چلتے نہیں اس میں دعوے کسی کے
جو ذکر ایسی باتوں کا کرتے ہیں اکثر — ظفرمند[2] انھیں ہوتے دیکھا ہے کم تر[3]

بڑی بات یہ ہے کہ تم اِس کو سمجھو
کہ فرض اپنا جو ہے بجا لاؤ اِس کو

---

[1] شانہ۔ بازو
[2] فتح پانے والا۔ کامیاب
[3] بہت کم

ریس — نیک بنو، نیکی پھیلاؤ

سچ بولو سچے کہلاؤ　　سچ کی سب کو ریس دلاؤ
جب اَوروں کو راہ بتاؤ　　خود رستے پر تم آ جاؤ
قوم کو اچھے کام دِکھاؤ
نیک — بنو نیکی پھیلاؤ

ہوگی تم میں گر ستھرائی　　سب سیکھیں گے تم سے صفائی
ہمسایے کی دیکھ بھلائی　　چھوڑتے ہیں ہمسایے بُرائی
قوم کو اچھے کام دِکھاؤ
نیک — بنو نیکی پھیلاؤ

ہے جس گھر میں ایک بھی اچھا　　واں نہ رہے گا نام بُرے کا
تم بھی چلن دکھلاؤ کچھ ایسا　　جس سے ہو سارے جگ میں اُجالا
قوم کو اچھے کام دِکھاؤ
نیک — بنو نیکی پھیلاؤ

لہ "ریس" پانی پت میں بولا جاتا تھا۔ ایک بچہ (یا بڑا) کسی دوسرے کو دیکھ کر جو کام کرے اُسے "ریس کرنا" کہتے ہیں۔ یہاں اچھی باتوں کی "ریس" کی تعلیم دی گئی ہے۔

گاؤں میں آیا ایک جواری　　اس نے بگاڑی بستی ساری
کام میں عزت ہو یا خواری　　لوگ کریں گے ریس تمہاری
قوم کو اچھے کام دِکھاؤ
نیک بنو نیکی پھیلاؤ

جو پڑھنے میں کرتے ہیں محنت　　سیکھتی ہے شوق اس سے جماعت
ہوتی ہے جن کو کھیل کی عادت　　دیتے ہیں سب کو کھیل کی رغبت
قوم کو اچھے کام دِکھاؤ
نیک بنو نیکی پھیلاؤ

محنت کرکے جو ہیں کماتے　　سب کو محنت وہ ہیں سِکھاتے
جو نہیں ہاتھ اور پاؤں ہلاتے　　سب کو اپاہج وہ ہیں بناتے
قوم کو اچھے کام دِکھاؤ
نیک بنو نیکی پھیلاؤ

رحم ہے سب کو رحم سِکھاتا　　ظُلم ہے سب کو ظلم سِکھاتا
نیک ہے نیکی سب کو بتاتا　　بَد اَوروں کو بَد ہے بناتا
قوم کو اچھے کام دِکھاؤ
نیک بنو نیکی پھیلاؤ

گھڑیاں اور گھنٹے

ہوں جس قدر آفاق[1] میں گھڑیاں ہوں کہ گھنٹے
ہے سب کا عمل[2] ایک بڑے یا کہ ہوں چھوٹے
چھوٹے بھی کسی طرح بڑوں سے نہیں ہیٹے
دراصل یہ سب ایک ہی تھیلی کے ہیں بٹے

گو ایک سے ان کے نہیں ہوتے قد و قامت
طے کرتے ہیں پر سب کے سب اِک ساتھ مسافت[3]

دوپہر ہو یا رات ہو یا صبح ہو یا شام
جب دیکھیے چلنے سے سدا اپنے انھیں کام
لیتے کسی ساعت[4] کسی لحظہ[5] نہیں آرام
ہو جاتے اسی میں ہیں بسر عمر کے ایام[6]
نقل و حرکت سے انھیں فرصت نہیں دم بھر
گویا انھیں جانا ہے کہیں دُور مہم[7] پر

---

[1] آفاق۔ دنیا [2] عمل۔ کام [3] مسافت۔ سفر
[4] کسی ساعت۔ کسی گھنٹہ۔ کسی گھڑی [5] کسی لحظہ۔ کسی پل
[6] ایام۔ دن [7] مہم۔ جنگ۔ کوئی اہم کام

ہر چند کہ رفتار میں اپنی نہیں مختار
پر ٹھیرنے کو اپنے سمجھتے ہیں یہ بیکار
رہتے ہیں سفر ہی میں، ہو دن یا کہ شبِ تار[1]
ہٹتے نہیں پیچھے قدم ان کے دمِ رفتار

جب دیکھیے پاتے ہیں یہ سرگرمِ روانی[2]
عمرِ گزراں[3] کی کہو اک ان کو نشانی
دَم رکھتے ہیں گو جان نہیں رکھتے بدن میں
گویا[4] ہیں، زباں گرچہ نہیں ان کے دہن میں

عادت میں نرالے ہیں انوکھے ہیں چلن میں
دیکھا یہ انھیں کو کہ مسافر ہیں وطن میں
ہے جیسے کہ گردش میں زمانہ سحر و شام
ان کا وہ سفر ہے نہیں جس کا کہیں انجام

خشکی ہو گزر گاہ میں ان کی کہ سمندر
کھاڑی ہو کہ ہو جھیل جزیرہ ہو کہ بندر[5]
مینار کے اوپر ہوں کہ تہ خانے کے اندر
رکھے انھیں پاس اپنے سکندر کہ قلندر

ان کو نہیں یاں اونچ کا یا نیچ کا کچھ غم
اپنی اسی ٹک ٹک سے سروکار[6] ہے ہر دَم

---

۱ شبِ تار۔ کالی رات۔ ۲ سرگرمِ روانی۔ چلنے میں مصروف
۳ عمرِ گزراں۔ عمر جو گزرتی رہتی ہے ۴ گویا ہیں۔ بولتے ہیں
۵ بندر۔ بندرگاہ ۶ سروکار۔ مطلب۔ واسطہ

کھٹکا انھیں آندھی کا نہ بارش کا خطر کچھ
نقصان انھیں جاڑے سے نہ گرمی سے ضرر[1] کچھ
طوفان کا کچھ خوف نہ بھونچال کا ڈر کچھ
ہوں لاکھ تغیّر[2] نہیں پر ان کو خبر کچھ

کچھ موسمِ گل[3] کی نہ خزاں[4] کی انھیں پروا
ہیں دونوں برابر انھیں پچھوا[5] ہو کہ پُروا[6]
کوڑا ہے یہ اس کے لیے جو راہ سے بھٹکا
کانٹوں میں دیا دامنِ دل جس نے کہ اٹکا

دیتے ہیں سُنو غور سے ہر دم یہ دُہائی
لو وقت چلا ہاتھ سے، کچھ کر لو کمائی
کیا ان کی بساط اور کہو کیا ان کی ہے اوقات
جانے دو، نہیں ان میں اگر کوئی کرامات

انصاف کرو تو ہے یہی کتنی بڑی بات
جس کام کے ہیں اُس میں لگے رہتے ہیں دن رات
ہیں چلنے میں تھکتے نہ بھٹکتے نہ پھسلتے
جس راہ پہ دو ڈال اسی راہ پہ چلتے

---

1 ضرر۔ نقصان   2 تغیّر۔ تبدیلی
3 موسمِ گل۔ بہار کا موسم   4 خزاں۔ پت جھڑ کا موسم
5 پچھوا۔ پچھم کی طرف سے چلنے والی ہوا
6 پُروا۔ پورب کی طرف سے چلنے والی ہوا

سیّدہ خاتون

سیّدہ کیسی پیاری بچّی ہے — صورت اچھی سمجھ بھی اچھی ہے
ذرا دیکھو تو اس کی صورت کو — بچّی چینی کی جیسے مورت ہو
ہے ابھی دو برس کی خیر سے جان — پر سب اچھے بُرے کی ہے پہچان
ماں نے جو کچھ اسے سکھایا ہے — جو ادب قاعدہ بتایا ہے
وہ سبق سارے اس کو ہیں ازبر[2] — نقش ایک ایک بات ہے دل پر
ہے ادب سے بڑوں کا لیتی نام — سب کو کرتی ہے ہاتھ اُٹھا کے سلام
پھر ادب سے وہیں سلام کے ساتھ — پوچھتی ہے مزاج جوڑ کے ہاتھ
جھوٹ موٹ گر اس کو ڈراتے ہیں — بات ڈر کی کوئی سُناتے ہیں
پکّے پن سے یقیں نہیں کرتی — دیر تک ہے نہیں نہیں کرتی
وہ کسی بات پر مچلتی نہیں — اپنی عادت کبھی بدلتی نہیں
ایک بیماری سے تو ہے لاچار — ورنہ روتی نہیں کبھی زنہار[3]

---

[1] مولانا حالی کی پوتی مشتاق فاطمہ اور خواجہ غلام الثقلین کی منجھلی بچی سیّدہ خاتون کا انتقال ۱۹۳۵ء میں ۲۳ سال کی عمر میں ہو گیا تھا۔

[2] زبانی یاد ہونا

[3] زنہار۔ ہرگز

ایسی کم عمر بے سمجھ ہو کر — دودھ بھی مانگتی نہیں رو کر
بے پیے دودھ جب نہیں سرتی[1] — ہے وہ ماں کی خوشامدیں کرتی
کبھی کہتی ہے پیار سے امّاں — اور کبھی ڈالتی ہے گل بنیاں[2]
کُوٹ کُوٹ اس میں ہے بھری غیرت — اس کو کوئی گھُرک دے، کیا طاقت
ماں نے جھوٹوں کبھی جو گھُور دیا — اس نے سچ مچ وہیں بسور دیا
ماں کی خفگی سے ہے بہت ڈرتی — اس کے تیور ہے دیکھتی رہتی
جب ذرا دیکھتی ہے چُپ ماں کو — بار بار اس سے کہتی ہے "بولو!"
ماں یہ سُن کر اگر ذرا ہنس دی — پھر کوئی دیکھے اس کی، آ کے خوشی
ہنستی ہے اور کِھل کِھلاتی ہے — بچّی پھولی نہیں سماتی ہے
پھوپھیوں سے تو ہے لگاؤ بہت — گھر کی خالاؤں کا ہے چاؤ بہت
ہے چچاؤں کے نام کی عاشق — ان کے کلمے[3] کلام کی عاشق
غور سے ان کا پڑھنا سُنتی ہے — اور سُن سُن کے سر کو دُھنتی ہے
ختم ہو چکتے ہیں جب ان کے بول — کہتی ہے بار بار "ابّا اول"
آرزو تو بہت ہے بولنے کی — پر نہیں اُٹھتی ہے زباں ابھی
یوں تو تھی جب ہی پیاری اس کی زباں — جب کہ کرنے لگی تھی وہ "غوں غاں"
پھر تو آتا ہے اس پہ اور بھی پیار — ہوتی جاتی ہے جس قدر ہوشیار
لوٹ جاتے ہیں ہنستے ہنستے سب — "زرگری[4]" اپنی بولتی ہے جب

---

[1] سرتی۔ سہارا نہیں ہوتی۔ سہارا نہیں جاتا (پانی پت کا محاورہ) [2] گلے میں باہیں ڈالنا
[3] کلمے کلام۔ بات چیت [4] لوگ "زرگری" "فرزری" ایسی زبانیں بنا لیتے ہیں جن میں ایک حرف ہر لفظ کے ساتھ ملالی جاتی ہے اور صرف آپس میں سمجھ سکتے ہیں۔ یہاں مذاقاً زرگری کہا گیا ہے کہ بچے کی زبان مشکل سے سمجھ میں آتی ہے۔

نئے آتے ہیں گھر میں جب مہماں　　دیکھ دیکھ ان کو ہوتی ہے خنداں[1]
پا کے بیٹھا اِدھر اُدھر سب کو　　دیکھتی ہے ٹُکر ٹُکر[2] سب کو
اوپری[3] شکل سے ہے گھبراتی　　ہے مگر جلد سب سے ہِل جاتی
ہیں جو ماں جائے بھائی اور بہن　　یُوں تو ہے سب کی اس کے دل میں لگن
پر ذرا بھائی سے ہے لاگ اس کو　　کیونکہ اوپر تلے کے ہیں دونو!
بس جہاں بھائی ماں کے پاس آیا　　اور وہیں اس نے ہاتھ پھیلایا
جا لپٹتی ہے دوڑ کر ماں سے　　بھائی سے کہتی ہے ہٹو یاں سے
عمر اس کی خدا دراز کرے　　علم سے اس کو سرفراز[4] کرے

چڑھیں ماں باپ کی سلامتی میں
سارے پروان بھائی اور بہنیں

---

[1] خنداں ہونا۔ ہنسنا
[2] ٹکر ٹکر دیکھنا۔ بھولے پن سے، پیارے پن سے بچے کا دیکھنا
[3] اوپری شکل۔ اجنبی صورت
[4] بلند مرتبہ

برکھا رُت

(انتخاب)

گرمی کی تپش بجھانے والی — سردی کا پیغام لانے والی
وہ سارے برس کی جان برسات — وہ کون؟ خدا کی شان برسات
آئی ہے بہت دعاؤں کے بعد — اور سینکڑوں التجاؤں کے بعد
گرمی سے تڑپ رہے تھے جاندار — اور دھوپ میں تپ رہے تھے کُہسار[1]
بھوبل سے سوا تھا ریگِ صحرا[2] — اور کھول رہا تھا آبِ دریا
تھی لوٹ سی پڑ رہی چمن میں — اور آگ سی لگ رہی تھی بَن میں
طوفان تھے آندھیوں کے برپا — اُٹھتا تھا بگولے[3] پر بگولا
تھی سب کی نگاہ سُوئے افلاک[4] — پانی کی جگہ برستی تھی خاک
پنکھے سے نکلتی جو ہوا تھی — وہ بادِ سَموم[5] سے سوا تھی
پانی سے تھی سب کی زندگانی — میلہ تھا وہیں جہاں تھا پانی

---

۱ کہسار۔ پہاڑ ۲ صحرا کی ریت
۳ بگولا۔ ہوا کا ایک تیز جھونکا جو گول گول چکر کھاتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے۔
۴ سُوئے افلاک۔ آسمان کی طرف
۵ بادِ سموم۔ تیز گرم ہوا، لُو

تھیں برف پہ نیتیں لپکتی — فالودے[1] پہ رال تھی ٹپکتی
بچوں کا ہوا تھا حال بے حال — کمھلائے ہوئے تھے پھول سے گال
ہر بار پکارتے تھے ماں کو — ہونٹوں پہ تھے پھیرتے زباں کو
پانی دیا گر کسی نے لا کر — پھر چھوڑتے تھے نہ مُنھ لگا کر
بچے ہی نہ پیاس سے تھے مضطر[2]
تھا حال بڑوں کا ان سے بدتر

کل شام تلک تو تھے یہی طَور — پر رات سے ہے آسماں ہی کچھ اور
برسات کا بج رہا ہے ڈنکا — اِک شور ہے آسماں پہ برپا
ہے ابر کی فوج آگے آگے — اور پیچھے ہیں دَل کے دَل ہَوا کے
مینھ کا ہے زمیں پر در پڑا — گرمی کا ڈبو دیا ہے بیڑا
بجلی ہے کبھی جو کوند جاتی — آنکھوں میں ہے روشنی سی آتی
گھنگھور گھٹائیں چھا رہی ہیں — جنّت کی ہوائیں آ رہی ہیں
کوسوں ہے جدھر نگاہ جاتی — قدرت ہے نظر خدا کی آتی
سورج نے نقاب لی ہے مُنھ پر — اور دھوپ نے تہہ کیا ہے بستر
باغوں نے کیا ہے غسلِ صحت — کھیتوں کو ملا ہے سبز خلعت

---

[1] فالودہ چاولوں سے بنے شربت میں ڈالنے والی چیزوں سے ٹھنڈک پہنچتی ہے۔

[2] مضطر: پریشان، بے چین

پھولوں سے پٹے ہوئے ہیں کُہسار — دُولھا سے بنے ہوئے ہیں اشجار[1]
کرتے ہیں پپیہے پیہو پیہو — اور مور چنگھاڑتے ہیں ہر سُو
کوئل کی ہے کوک جی لُبھاتی — گویا کہ ہے دل میں بیٹھی جاتی
زر دار[2] ہیں اپنے مال میں مست — قلّاش[3] ہیں اپنی کھال میں مست
ابر آیا ہے گھر کے آسماں پر
کلمے ہیں خوشی کے ہر زباں پر

ہیں شکر گزار تیرے برسات — انسان سے لے کے تا جمادات[4]
دُنیا میں بہت تھی چاہ تیری — سب دیکھ رہے تھے راہ تیری
دریا تجھ بن سِسک رہے تھے — اور بَن تیری راہ تک رہے تھے
دریاؤں میں تُو نے ڈال دی جان — اور تجھ سے بنوں کو لگ گئی شان
جن جھیلوں میں کل تھی خاک اُڑتی — مِلتی نہیں آج تھاہ ان کی
جن باغوں میں اُڑتے تھے بگولے — واں سینکڑوں اب پڑے ہیں جھولے
تھے ریت کے جس زمیں پہ انبار
ہے بیر بہوٹیوں سے گلنار

---

[1] اشجار شجر کی جمع یعنی درخت
[2] دولت مند
[3] بہت غریب
[4] جمادات، پتھر پہاڑ وغیرہ

گھم باغوں میں جا بجا گڑے ہیں   جھولے ہیں کہ سُو بہ سُو[1] پڑے ہیں
کچھ لڑکیاں بالیاں ہیں کم سن   جن کے ہیں یہ کھیل کود کے دن
ہیں پھول رہی خوشی سے ساری   اور جھول رہی ہیں باری باری
اِک، سب کو کھڑی جھلا رہی ہے   اِک، گرنے سے خوف کھا رہی ہے
ہے ان میں کوئی ملہار گاتی   اور دوسری پینگ ہے بڑھاتی
اِک جھولے سے وہ گری ہے جا کر   سب ہنستی ہیں قہقہے لگا کر
ندی نالے چڑھے ہوتے ہیں   تیراکوں کے دل بڑھے ہوتے ہیں
بگلوں کی ہیں ڈاریں آکے گرتی   مُرغابیاں تیرتی ہیں پھرتی
ناویں ہیں کہ ڈگمگا رہی ہیں   موجوں کے تھپیڑے کھا رہی ہیں
منجدھار کی رَو بھی زور پر ہے   مچھلی کو بھی جان کا خطرہ ہے

برسات کا بج رہا ہے ڈنکا
اِک شور ہے آسماں پہ برپا

---

[1] سو بہ سو۔ جگہ جگہ یا ہر جگہ

حُبّ الوطن

(حُبِّ وطن سے انتخاب)

اے سپہرِ بریں[1] کے سیّارو[2] اے فضائے زمیں کے گلزارو[3]
اے پہاڑوں کی دلفریب فضا اے لبِ جو[4] کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
اے نسیمِ بہار[5] کے جھونکو! دہرِ ناپائیدار[6] کے دھوکو!
تم ہر اِک حال میں یوں تو عزیز تھے وطن میں مگر کچھ اور ہی چیز
جب وطن میں ہمارا تھا رمنا[7] تم سے دل شاد شاد تھا اپنا
تم مِری دل لگی کے ساماں تھے تم مِرے دردِ دل کے درماں[8] تھے
آن اِک اِک تمھاری بھاتی تھی جو ادا تھی وہ دل لُبھاتی تھی
کرتے تھے جب تم اپنی غم خواری دھوئی جاتی تھیں کلفتیں ساری
جب ہوا کھانے باغ جاتے تھے ہو کے خوش حال گھر میں آتے تھے
پر چھُٹا جب سے اپنا مُلک و دیار جی ہُوا تم سے خود بخود بیزار

---

[1] سپہرِ بریں ۔ آسماں
[2] سیّارہ ۔ گھومنے والا تارہ
[3] گلزار ۔ باغ، چمن
[4] لبِ جو ۔ نہر کا کنارہ
[5] نسیمِ بہار ۔ بہار کی ہوا
[6] دہرِ ناپائیدار ۔ دنیا جو فانی ہے
[7] رمنا ۔ رہنا، بسنا
[8] درماں ۔ علاج

کوہ[1] و صحرا سے تا لبِ دریا   جس طرف جائیں جی نہیں لگتا
کیا ہوئے وہ دن اور وہ راتیں   تم میں اگلی سی اب نہیں باتیں
ہم ہی غربت[2] میں ہو گئے کچھ اور   یا تمھارے ہی کچھ بدل گئے طور
گو وہی ہم ہیں اور وہی دُنیا
پر نہیں ہم کو لطف[3] دُنیا کا

اے وطن اے مرے بہشتِ[4] بریں   کیا ہوئے تیرے آسمان و زمیں
رات اور دن کا وہ سماں نہ رہا   وہ زمیں اور وہ آسماں نہ رہا
کاٹے کھاتا ہے باغ بن تیرے   گُل ہیں نظروں میں داغ بن تیرے
جو کہ رہتے ہیں تجھ سے دُور سدا[5]   ان کو کیا ہوگا زندگی کا مزا
سچ بتا تُو سبھی کو بھاتا ہے   یا کہ مجھ سے ہی تیرا ناتا ہے؟
میں ہی کرتا ہوں تجھ پہ جاں نثار   یا کہ دُنیا ہے تیری عاشقِ زار
کیا زمانے کو تُو عزیز نہیں؟   اے وطن تُو تو ایسی چیز نہیں
تیری اِک مشتِ[6] خاک کے بدلے   لُوں نہ ہرگز اگر بہشت ملے
جان جب تک نہ ہو بدن سے جُدا
کوئی دشمن نہ ہو وطن سے جُدا

---

1. کوہ و صحرا - پہاڑ اور جنگل   2. غربت - وطن سے دُور
3. لطف - مزا   4. بہشتِ بریں - دنیا کی جنت
5. سدا - ہمیشہ   6. مشتِ خاک - ایک مٹھی بھر مٹی

قدر اے دِل وطن میں رہنے کی پُوچھے پردیسیوں کے جی سے کوئی
جب ملا رام چندر کو بَن باس اور نکلا وطن سے ہو کے اُداس
گزرے غربت میں اس قدر مہ و سال پر نہ بھولا اَجدھیا[1] کا خیال
دیس کو بَن میں جی بھٹکتا رہا دل میں کانٹا سا اِک کھٹکتا رہا
کٹنے چودہ برس ہوئے تھے محال[2]
گویا ایک ایک جگ تھا اِک اِک سال

اے دِل، اے بندۂ وطن ہوشیار خوابِ غفلت سے ہو ذرا بیدار[3]
نام ہے کیا اِسی کا حُبِّ وطن؟ جس کی تجھ کو لگی ہوئی ہے لگن
کیا وطن کی یہی محبت ہے؟ یہ بھی اُلفت میں کوئی اُلفت ہے؟
اس میں انسان سے کم نہیں ہیں دَرند[4] اس سے خالی نہیں چَرند پَرند[5]
کہیے حُبِّ وطن اسی کو اگر
ہم سے چنداں نہیں ہیں کچھ کم تر

---

[1] اَجدھیا۔ رام چندر جی کا وطن۔ ان کے باپ راجہ دسرتھ کی راجدھانی جس سے انھوں نے بیٹے کو بارہ برس کا بَن باس دے دیا تھا۔
[2] محال۔ مشکل، کٹھن
[3] بیدار۔ جاگ جانا
[4] دَرند۔ جنگلی درندے
[5] چَرند پَرند۔ چوپائے اور پرندے

ہے کوئی اپنی قوم کا ہمدرد
نوعِ[1] انساں کا جس کو سمجھیں فرد
قوم پر کوئی زد نہ دیکھ سکے
قوم کا حالِ بد نہ دیکھ سکے

بیٹھے بے فکر کیا ہو ہم وطنو! اُٹھو اہلِ وطن کے دوست بنو!
مرد ہو تو کسی کے کام آؤ ورنہ کھاؤ پیو، چلے جاؤ
جب کوئی زندگی کا لطف اُٹھاؤ دِل کو دُکھ بھائیوں کے یاد دلاؤ
کھانا کھاؤ تو جی میں تم شرماؤ ٹھنڈا پانی پیو تو اشک بہاؤ
کتنے بھائی تمھارے ہیں نادار[2] زندگی سے ہے جن کا دل بیزار[3]
جاگنے والو، غافلوں کو جگاؤ تیرنے والو، ڈوبتوں کو تیراؤ
تم اگر ہاتھ پاؤں رکھتے ہو لنگڑے لولوں کو کچھ سہارا دو
تم اگر چاہتے ہو ملک کی خیر نہ کسی ہم وطن کو سمجھو غیر
ہو مسلماں اس میں، یا ہندو بودھ مذہب ہو یا کہ ہو برہمو
جعفری[4] ہووے یا کہ ہو حنفی[5] جین[6] مت ہووے یا کہ ہو بیشنوی[7]

---

1 نوعِ انساں کا ۔ یعنی انسانوں کا
2 نادار ۔ غریب، مفلس
3 بیزار ۔ ناخوش
4، 5 مسلمانوں کے فرقے
6 ، جینیوں کا فرقہ
7 بھگوان وشنو کا پیرو

سب کو میٹھی نگاہ سے دیکھو　　سمجھو آنکھوں کی پتلیاں سب کو
ملک ہیں اتفاق سے آزاد　　شہر ہیں اتفاق سے آباد
ہند میں اتفاق ہوتا گر
کھاتے غیروں کی ٹھوکریں کیوں کر

چھوڑو افسردگی کو ہوش میں آؤ
بس بہت سوئے، اٹھو ہوش میں آؤ
قافلے تم سے بڑھ گئے کوسوں
رہے جاتے ہو سب سے پیچھے کیوں
قافلوں سے اگر ملا چاہو
ملک اور قوم کا بھلا چاہو
گر رہا چاہتے ہو عزّت سے
بھائیوں کو نہ نکالو ذِلّت سے
ان کی عزّت تمھاری عزّت ہے
ان کی ذِلّت تمھاری ذِلّت ہے
قوم دنیا میں جس کی ہے ممتاز[1]
ہے فقیری میں بھی وہ با اعزاز[2]

---

[1] ممتاز - پسندیدہ، باعزت　　[2] با اعزاز - عزت دار

عزتِ قوم چاہتے ہو اگر
جاکے پھیلاؤ ان میں علم و ہنر
قوم کی عزت اب ہنر سے ہے
علم سے یا کہ سیم* و زر سے ہے
کوئی دن میں وہ دَور آئے گا
بے ہنر بھیک تک نہ پائے گا
نہ رہیں گے سدا یہی دن رات
یاد رکھنا ہماری آج کی بات
گر نہیں سنتے قول حالی کا
پھر نہ کہنا کہ کوئی کہتا تھا

---

*سیم و زر۔ سونا چاندی۔ مطلب پیسہ روپیہ

شُکریہ!

مولانا حالی کی کئی نظمیں میرے پاس موجود تھیں اور بہت دن سے ان کو بچوں کے لیے جمع کرنے کی سوچ رہی تھی۔ پھر جب مجھے محض اتفاق سے جناب ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (پاکستان) کی مرتب کی ہوئی کلیاتِ نظمِ حالی دستیاب ہوئی اور اس میں کئی نئی نظمیں میری نظر پڑیں جو حالی نے بچوں کے لیے کہی تھیں تو میرا یہ ارادہ پختہ ہو گیا کہ بچوں کے لیے حالی کی نظموں کو جمع کر دوں۔

افتخار صاحب کے انتخاب میں سے کئی نظمیں مجھے بالکل نئی ملیں جیسے "مریس" اور "گھڑیاں اور گھنٹے"۔ "سیدہ" نامکمل میرے پاس تھی۔ اس کو مکمل شکل میں اسی کتاب سے حاصل کیا۔ میں ان کی اس کے لیے دل سے شکر گزار ہوں۔

میں ترقی اُردو بیورو کی بھی شکر گزار ہوں کہ اس مفید اور دل کش کتاب کو شائع کرنے کا ذمہ انھوں نے لیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مجموعہ بچوں کے ادب میں ایک قابلِ قدر اضافہ ثابت ہوگا۔

صالحہ عابد حسین

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی چند مطبوعات

نوٹ: طلبہ واساتذہ کے لیے خصوصی رعایت۔ تاجران کتب کو حسب ضوابط کمیشن دیا جائے گا۔

خواجہ میر درد

مصنف: ظہیر احمد صدیقی

صفحات: 64

قیمت: -/11 روپے

اندرا پریہ درشنی

مصنف: الکا شنکر

مترجم: عتیق مظفر پوری

صفحات: 142

قیمت: -/45 روپے

اقبال اور بچوں کا ادب

مصنفہ: زیب النساء بیگم

صفحات: 216

قیمت: -/60 روپے

سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خاں

مصنف: راجندر اوستھی

مترجم: منظور عثمانی

صفحات: 78

قیمت: -/21 روپے

ہندوستان کی بزرگ ہستیاں (حصہ اول)

مصنف: صفدر حسین

صفحات: 87

قیمت: -/13 روپے

پریم چند

مصنف: قمر رئیس

صفحات: 70

قیمت: -/31 روپے

₹ 11.00

ISBN 978-81-7587-574-6

9 788175 875746

कौमी काउन्सिल बराए फरोग़-ए-उर्दू ज़बान

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

National Council for Promotion of Urdu Language

Farogh-e-Urdu Bhawan, FC- 33/9, Institutional Area,
Jasola, New Delhi-110 025